بسم اللہ الرحمن الرحیم

زکوۃ کی ضرورت واہمیت

منجانب: آل انڈیا امامس کونسل

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم أما بعد! فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم
انما الصدقات للفقراء والمسكين والعاملين عليها والمئولفة القلوب وفی الرقاب والغارمين وفی سبيل الله وابن السبيل فريضة من الله ان الله عزيز حكيم . (توبه: ۶۰)

عن جرير قال: ”بايعت رسول الله ﷺ على إقام الصلاة، و إيتاء الزكاة، و النصح لكل مسلم“۔ (مسلم:۱/۷۵)

اللہ نے اپنی مخلوق کی تمام ضروریات زندگی: خوراک، پوشاک، رہائش، اورسماجی وتمدنی کفالت کا ایسا معقول اورمکمل انتظام کیا ہے کہ اس کی مخلوق اس تعلق سے کبھی پریشان نہ ہو؛ لیکن اللہ کی مخلوق کے دشمن اللہ کے پیدا کئے ہوئے املاک کو اپنی جاگیر سمجھ کر ساری مخلوق کی جائداد ورزق پر قبضہ کر رکھے ہیں، وہ یہ نہیں چاہتے کہ عام لوگوں کو بھی زندگی کی سہولتیں میسر ہوں، وہ بھی عزت ووقار سے زندہ رہیں۔

یہی وہ مشکل گھاٹی ہے جس کو قرآن شریف کے ”سورۃ البلد“ میں بیان کیا گیا ہے:

”وما ادراک ما العقبه، فک رقبه، او اطعام فی یوم ذی مسغبه، یتیما ذا مقربه، اومسکینا ذا متربه“. (بلد: ۱۰.۱۳)

تم نے نہیں جانا کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟ کسی غلام کی گردن چھڑانا، یا بھوک کے دن لوگوں کو کھانا کھلانا، رشتہ داریتیم کو، یا مٹی میں مل چکے مسکین کو۔

غربت، بھوک، تنگی، پسماندگی، بیماری، لاچاری، کمزوری، بے بسی اور ظلم واستبداد کے بھنور میں گرفتار انسانوں کی ضرورتوں کو پورا کرنا، ان کے مسائل اور مصائب کو حل کرنا بڑا مشکل؛ مگر ضروری فریضہ ہے۔

قیامت کا انکار کرنے والے:

”ارائت الذی یکذب باالدین، فذالک الذی یدع الیتیم، ولا یحض علی طعام المسکین“. (ماعون: ۱.۳)

کیا تم نے دیکھا قیامت کے انکار کرنے والے کو، وہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔

بھوک مری اور معاشی تنگی سے نجات دلانا نہ صرف ہماری ذمہ داری ہے؛ بلکہ یہ انسانی فریضہ بھی ہے، آخرت میں ”جنت والے جہنمیوں سے پوچھیں گے: ”تمہیں کس بات نے جہنم میں پہنچادیا؟“ تو وہ لوگ کہیں گے کہ: ”ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے“۔

” لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین“. (مدثر: ۴۴)

چند لوگ اللہ کے دیئے ہوئے رزق کو دبا کر بیٹھے ہوں اور عوام دانے دانے کو ان کے محتاج ہوں، سماج کے کچھ لوگ عیش وعشرت میں بدمست ہوں اور بقیہ سارے لوگوں کی زندگیاں ان کے ہاتھوں میں ہوں، کچھ لوگ آقائیت اور مالکیت کا رعب وداب دکھاتا ہو اور دوسرے لوگ رعایا اور ان کے رحم وکرم پر جینے والے ہوں۔ اس ظالمانہ سوچ اور آڈیالوجی اور نظام کو اللہ تعالی پسند نہیں کرتا، اس نظریہ کی اسلام مخالفت کرتا ہے۔

معاشی ناہم آہنگی دور کرنے کا راستہ:

اسی معاشی ناہم آہنگی، سماجی تفاوت اور اونچ نیچ کے تفریق کو ختم کرنے کے لیے اللہ تعالی نے نظام زکاۃ وصدقہ قائم فرمایا ہے۔

”زکوۃ“ کے معنی پاک کرنے اور بڑھنے کے ہیں، زکوۃ دینے سے باقی مال حقوق غیر سے پاک بھی ہوجاتا ہے اور مال میں زیادتی بھی ہوتی ہے۔
قران نے کہا ہے:

” یمحق الله الربوٰ ویربی الصدقات“. (بقره: ۲۷۶)

اللہ سود کو مٹادیتا ہے اور زکوۃ کو بڑھادیتا ہے۔

مال جمع کرنے والوں کے لیے عذاب الیم:

مال کا جمع کرنا، یا مال کا سمٹ کر چند گھرانوں میں آجانے سے جو معاشرتی تنافر اور سماجی انتشار پیدا ہوتا ہے، اور دنیا کے ساتھ آخرت کی بربادی ہوتی ہے، اس کو مدنظر رکھتے ہوئے مال جمع کر کے رکھنے والوں کو عذاب الیم سے ڈراتا ہے:

”والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله فبشر هم بعذاب الیم“. (توبہ: ۳۴)

معاشی بدحالی سے قوم وملت اور انسانیت کو نجات دلانے کے لیے زکوۃ کے علاوہ بھی مال خرچ کرنا اسلام کا حکم ہے حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔

”ان فی المال لحقا سوی الزکوۃ“۔ (ترمذی: ۳/ ۳۹)

بیشک مال میں زکوۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔

زکاۃ فرض ہے اور دیگر ضروریات کو وقتاً فوقتاً حسب احتیاج پورا کرنا مال کا حق ہے، اللہ کا ارشاد ہے: مالداروں کے مال کا غریب بھی حقدار ہیں:

”وفی اموالهم حق للسائل والمحروم“. (ذاریات: ۱۹)

اس آیت میں حق کی تعیین کر کے اللہ نے فرمادیا کہ: غریبوں کے لیے لینے میں ”عار“ نہیں اور مالداروں کے لیے دینے میں کوئی احسان اور ”بار“ نہیں، یعنی غریبوں کو شرمندگی دلانا یا حق جتانا اسلامی نقطۂ نظر سے بالکل صحیح نہیں ہے، یہ تو ہمارے پاس دوسروں کا حق تھا جو اصحاب حقوق کو پہنچا دیا گیا۔

حدیث میں فرمایا:

”تؤخذ من أغنیاهم وترد علی فقرائهم“۔ (متفق علیہ)

یہی ہے اسلام کا نظام زکوۃ (islamic zakat system)

نصاب زکوۃ:

مال پانچ طرح کے ہیں: جانور، فصلیں، سونا چاندی، کرنسی یا مال تجارت اور معدنی اشیاء۔ ضروریات اصلیہ، گھر، فرنیچر، برتن، راشن، کپڑے، علاج، سواری سے زائد پچیس ہزار روپے کی مالیت کے برابر ہوں اور ان پر ایک سال گذر جائے (یعنی اتنی مالیت پورے سال اس کی ضروریات اصلیہ سے ہمیشہ اس کے پاس باقی رہتی ہو) تو اس پر اڑھائی فیصد (2.5%) کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا فرض ہوجاتا ہے۔

اونٹ پانچ، گائے بیل تیس اور بھیڑ بکری چالیس یا اس سے زائد ہو تو اس میں زکاۃ فرض ہے، جب کہ سال کا اکثر حصہ عوامی چراگاہ پر گزرتا ہو۔

ایسی زمینی پیداوار کا عشر نکالنا فرض ہے، جس کی سینچائی آسمانی پانی سے ہوتی ہو۔

سونا 20 مثقال یعنی ساڑھے سات تولہ سونا، برابر: 87 گرام، 479 ملی گرام، کسی کے پاس ہے تو اس میں سے 2.5% اڑھائی فیصد زکاۃ نکالنا فرض ہے۔

چاندی 200 درہم یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی، برابر: 612 گرام، 35 ملی گرام کسی کے پاس ہے تو اس میں سے 2.5% اڑھائی فیصد زکاۃ نکالنا فرض ہے۔

سامانِ تجارت کا اندازہ بھی چاندی کے نصاب سے کیا جائے گا، چناں چہ اگر کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر تجارت کے لیے مال اسٹاک میں ہے تو اس میں سے 2.5% اڑھائی فیصد زکاۃ نکالنا فرض ہے، موجودہ وقت میں اگر کسی کے پاس پچیس ہزار روپے ہر وقت کیش رہتا ہے تو اس کو اس میں سے 2.5% اڑھائی فیصد زکاۃ نکالنا فرض ہے۔

معدنی اشیاء جیسے کان وغیرہ ہیں، ان میں خمس نکالنا فرض ہے، اگر یہ کسی انفرادی شخص کی ملکیت ہو تو ورنہ اس پر گورمنٹ کا قبضہ ہوتا ہے۔

زکوۃ لینے کے حقدار:

زکوۃ آٹھ طرح کے لوگوں کو ہی دینا فرض ہے:

”انما الصدقات للفقراء والمسکین والعاملین علیها والمئولفة القلوب وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل الله وابن السبیل فریضة من الله ان الله عزیز حکیم“.

زکاۃ تو 1: فقیر۔ 2: مسکین۔ 3: عامل۔ 4: موئلفۃ القلوب۔ 5: رقاب۔ 6: غارم۔ 7: فی سبیل اللہ۔ 8: ابن سبیل۔ (مسافر) کے لیے ہے، یہ اللہ کا فرض کیا ہوا ہے اور زبردست حکمت والا ہے۔

(۱) فقیر: وہ شخص ہے جس کے پاس تھوڑا مال ہو جو نصاب تک نہیں پہنچتا ہو۔

(۲) مسکین: وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو

(۳) عامل: وہ شخص ہے جسے بادشاہ اسلام نے زکوۃ وصول کرنے کیلئے مقرر کیا ہو۔

(۴) مؤلفۃ قلوب: اسلام کی طرف مائل لوگوں کی دلجوئی میں خرچ کرنا، یا دشمن کی عداوت کو ٹھنڈا کرنے کے لیے دینا۔

(۵) رقاب: وہ غلام جو اپنے مالک کو کچھ قیمت ادا کر کے اپنے آپ کو آزادی دلانے کے لیے کوشش کر رہا ہو۔ (آج کے دور میں ایسا غلام نہیں ہے، لیکن آج اس کی جگہ جیلوں میں بے قصور گرفتار مسلم نوجوانوں کی رہائی کے لیے اس مد کو خرچ کیا جائے گا)

(۶) غارم: وہ شخص جو قرضہ لیا ہوا ہے۔ (مقروض)

(۷) فی سبیل اللہ: اللہ کے راستہ میں دینا اور لگانا۔ (ہر اچھے اور نیک کام میں خرچ کرنا فی سبیل اللہ میں شامل ہے)

(۸) ابن سبیل: وہ مسافر جس پاس حالت سفر میں خرچ نہ ہو، اگرچہ کہ وہ اپنے مقام پر مالک نصاب ہو۔

زکاۃ میں عمدہ مال دیں:

زکوۃ میں اچھا اور عمدہ مال دینا چاہئے عام طور معمولی قسم کے پرانا اسٹاک کا کپڑا زکوۃ میں دینا درست نہیں ہے۔ قرآن نے کہا ہے:

”انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون“. (بقره: ۲۶۲)

اپنے عمدہ اور پاک کمائے ہوئے مال میں سے خرچ کرو، اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین میں سے نکالا، اور اس میں سے گھٹیا چیز خرچ کرنے کا ارادہ بھی نہ کرو۔

اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے عمدہ اور اللہ کے لیے گھٹیا اور سستا مال دینا اللہ کو منظور نہیں ہے۔

خدمت گزار اداروں کو زکاۃ دینا:

مسلمانوں کی خدمت کرنے والے اداروں کو بھی زکوۃ دینا بہت اچھا ہے، اس لئے کہ ہمارے ملک ہندستان میں مسلمانوں کی تعلیمی، سماجی اور مالی حالت دوسری قوموں کے مقابلے میں بہت کمزور ہے، ان کے پچھڑے پن (تعلیمی اور معاشی کمزوری) نے ان کے اندر کی ہمت وحوصلہ کو توڑ کے رکھ دیا ہے، ملک کی جمہوریت کو استعمال کر کے مسلمان بھی دیگر قوموں کے ساتھ آگے بڑھ سکتے ہیں، اس کے لئے ان میں ہمت وحوصلہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے، ہندستان بہت بڑا ملک ہے اور مسلمان کروڑوں کی تعداد میں اس ملک میں بستے ہیں، ان کے اندر ہمت وحوصلہ پیدا کرنا اور انھیں اپنے پیروں پر کھڑا کر کے خودمختار وخودکفیل بنانا بہت بڑا کام ہے۔

کئی طرح کے کام کرنے پڑیں گے:

(۱) حقوق اور انصاف کے لیے کام۔............ .... For Rights and justice
(۲) کالے قانون کی مخالفت۔.. Against draconian Laws
(۳) صحت عامہ کی فکر۔.. Health care
(۴) انسانیت کے قیام کے لیے جہد مسلسل۔...... .... Service to Humanity
(۵) تعلیمی تعاون، تہذیبی ترقی اور معاشی فروغ کے لیے کام۔...... ..... Supporting Education

(۶) ائمہ وعلماء اور حفاظ کی خودمختاری اورتقویت۔............. ....imams Empowerment

(۷) طلبہ اور طالبات کی تقویت وتعمیر۔ ....Students Empowerment

(۸) عورتوں اور خواتین کی تعمیری صلاحیت کی تقویت۔...... ....Womens Empowerment

(۹) قانونی معاونین کی فراہمی کے لیے۔.................. .... Leagle assistants

یہ اور ان کے علاوہ بہت سے شعبے ہیں جن تمام شعبوں میں منظّم طور پر کام کرنے کے لیے بہت بڑا خرچ آتا ہے، اگر ان سب کے لیے کوئی مسلم تنظیم متحرک اور مؤثر کام کر رہی ہے تو اس کے لئے صدقہ وخیرات، زکوۃ وعطیات اور دیگر چندہ سب کچھ دینا درست اور بہت ضروری ہے، ورنہ مسلمانوں کے پاس ایسے کاموں کے لیے کہاں سے فنڈ آئے گا؟۔

آپ کے لئے بہتر ہوگا کہ ایسے آرگنائزیشن اور اداروں کو تلاش کر کے اپنی زکوۃ اور ڈونیشن دیں؛ جہاں اس فنڈ سے مسلمانوں کی ان ساری ضرورتوں کو پورا کیا جاتا ہو، جس سے قومی تقویت، ملی سلامتی، ملکی ترقی اور دینی واسلامی تربیت وتہذیب کو فروغ مل رہا ہو۔

اگر کوئی ادارہ مستحقین میں تقسیم کرنے کے لیے زکوۃ وصول کرے تو اسے زکوۃ دینا جائز ہے، ابتدائے اسلام میں ایسا ہی ہوتا تھا، زکوۃ، عشر، خمس اور فطرہ ایک جگہ ’’بیت المال‘‘ میں جمع کیا جاتا اور مستحقین تک پہنچایا جاتا تھا، یہ اسلام کا بہترین نظام بھی ہے۔

مستحقین تک پہنچانا:

جس طرح زکاۃ ادا کرنا فرض ہے، اسی طرح اس کے مستحقین کو ہی زکاۃ دینا بھی فرض ہے، اگر کسی نے زکاۃ غیر ضرورت مند کو دے دیا، یا بے موقع خرچ کر دیا تو زکاۃ ادا نہیں ہوگی، اس لیے زکاۃ ادا کرنے کے وقت ان چیزوں کا خیال ضرور رکھنا چاہیے۔

زکوۃ کی رقم جس طرح کسی حاجت مند شخص کو انفرادی طور پر دینے سے زکاۃ ادا ہو جاتی ہے، اسی طرح کسی مسلم آرگنائزیشن کو دے دینا گویا اصل مستحق لوگوں کو تلاش کر کے دے دینے کے برابر ہے، اس میں زکاۃ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ایک فعال اور متحرک ادارے کے تعاون کا بھی ثواب ملے گا۔ ان شاءاللہ۔

آیئے!......ان تمام کاموں کے لیے ’’پاپولر فرنٹ آف انڈیا‘‘ کو اپنی زکوۃ، صدقات، خیرات اور عطیات کا غالب حصہ دیں اور ’’مسلم اِمپاوَرمنٹ‘‘ کے مشن اور تحریک کو کامیاب بنائیں۔

Address:..

www.papularfaruntofindia.org Email..

Account. No.:..

پاپولر فرنٹ آف انڈیا...... کیرلا............ کرناٹک............ ٹاملناڈو............ آندھرا پردیش............ مہاراشٹرا............ گوا

مدھیہ پردیش............ راجستھان............ دہلی............ اتر پردیش............ بہار............ مغربی بنگال............ آسام............ منی پور

بذریعہ آن لائن /چیک /ڈرافٹ /پھنچاکر مستحقوں کی دعائیں لیں ۔

جزاکم الله خیر الجزاء في الدنیا و الآخرة